① جنت کا دروازہ تو رسول اکرم ﷺ کھلوائیں گے، کیا یہ توہین رسالتؐ اور گستاخی نہیں۔

② جو لوگ اس دروازے سے گزرتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ (مرزا سجاد انور، فیصل آباد)

جواب: ① شریعت کی نگاہ میں 'بہشتی دروازے' کا اطلاق صرف اُخروی جنت کے دروازے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«وأنا أول من يقرع باب الجنة» (رقم:۱۹۶)

''سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا''

صحیح مسلم ہی کی دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں:

«آتي باب الجنة يوم القيامة» (رقم:۱۹۷)

''قیام کے روز میں جنت کے دروازہ میں آؤں گا۔''

اور صحیح بخاری میں ہے: «في الجنة ثمانية أبواب» (رقم:۳۲۵۷)

''جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔''

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ بطورِ شعار بہشتی دروازہ کا اطلاق صرف جناتِ خلد پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی محترم و مکرم چیز کی طرف منسوب دروازہ کو باب الجنة نہیں کہا جاسکتا۔ امکانی حد تک اگر اس کا جواز ہوتا تو سلف صالحین اور صحابہؓ کے زمانے یعنی خیر القرون اس کے زیادہ حقدار تھے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جس سے 'بہشتی دروازے' کے جواز کا پہلو مترشح ہوتا ہو۔ لہٰذا اس کا ڈھا دینا ضروری ہے تاکہ افرادِ اُمت کو شرک کی نجاست سے بچایا جاسکے جس طرح حضرت عمرؓ نے بیعت الرضوان کی طرف منسوب درخت کو کٹوا دیا تھا جبکہ عامۃ الناس اسے متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کا قصد کرنے لگے تھے، ملاحظہ ہو فتح الباری (۴۴۸/۷)

اس طرح مسند احمد (۲۱۸/۵) اور سنن نسائی کبریٰ (حدیث نمبر ۱۱۱۸۵) میں مذکور ہے کہ حنین سے واپسی پر ایک بہت بڑی بیری کے قریب سے گزرتے ہوئے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے 'ذاتِ انواط' مقرر کردیں جیسا کہ کفار کے لئے ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے وہی بات کہی جو موسیٰ علیہ السلام سے ان کی

© rasailojaraid.com